جلد ۱۰ | دوشنبہ ۲۳ ذیقعدہ الحرام سنہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء | نمبر ۵

مقدمۃ الجیش

بڑھاپے میں عقیقہ اور ختنہ

[illegible]

بولتی چالتی بولتی بند

[illegible]

دوستانہ خیرخواہی کا حق

[illegible]

بمبئی جنگی مورچہ

بمبئی کے تو ذلیل اور گنوار بھی یہ سنکر ضرور
خوش ہو جاوینگے کہ گورنمنٹ بہادر بمبئی کو بھی جنگ
کا بڑا بھاری مورچہ بنانے والی ہے۔ کیا عجب ہے کہ
کوئی دشمن بیڑہ بالکل ہی شہر میں غوطے کھاتا ہوا
اور اندر ہی اندر پانی چیرتا ہوا بمبئی کے کنارے آ کر
اور چپکے سے بغلی توپ سے گولے مار کے تہ و بالا
کر دیتا ہے اور پھر جو وہ وار ہے تو بجنڈی
بازار کی سیر کرنے لگے اور ہماری بہادر فوج بیچاری کہتی
رہ جائے لینا پکڑنا اگوان جانے کیسے دیکھتی جائے
دیکھئے اور پھر یہی مضمون ہو جائے جیسے کہ بعد از
جنگ یاد آید بر کلّہ خود باید زد۔ اسلئے بمبئی میں
حملے کی تیاریاں کرلی ہیں کہ جنجن تارپیڈو۔ ان
جیسیون کے اور دوکشتیوں اور جنگی آگبوٹوں کے
افعال سے بمبئی پر آئندہ صرف قلعہ بنا دیا جاوے
یہ مقام بجر ہی جنگ کا خلش ہوگا۔ جنگ تو کبھی
ہوئی ہے نہ ہوگی کیونکہ ہماری بہادر گورنمنٹ کا مقابلہ
ہی کون کر سکتا ہے مگر خیر بمبئی کا اور پایہ رونق تو
ہو جاویگا۔ جیسی چہل پہل شہر کے اندر ہے ویسی ہی
دریا کے اندر بھی ہو جاویگی۔ لاکھوں روپیہ کے سمندر
کی نذر ہو جائینگے تو بات گورنمنٹ کی شان و
شوکت تو دوبالا ہو جاویگی۔ اس مورچہ بندی سے
بمبئی والوں کو بھی فخر ہو جاویگا بلکہ عجب نہیں جو مرہٹوں
کے ستیوں میں بھی جنگی بارود رہا جاوے جب
روس جبر دس ادھر رخ کریگا تو جیسے بنگالی ہو تھو
وار دات پر شور و غل مچاتے ہیں اور وہ ہوتی
ہار رہا تو میں بیٹھے جو ہمت نہ ہارینگے بمبئی میں
ہون کی رسم ادا نہیں کرینگے بلکہ فورا
اور وظیفہ دعا وغیرہ پڑھنا شروع
ہو جاوینگے

بہادری مگر تو نہیں چلی گئی

لوگوں کو حیرت ہے کہ روس کی شجاعت کی تو بڑی
میں دھوم مچی ہوئی تھی پھر یہ کیا ہوا کہ ایک چھوٹی سی
سلطنت کے مقابلہ میں بھی انہیں متواتر شکستیں
ہو رہی ہیں واقعی بات تو یہ ہے کہ اونچی شہرت
بیجا تھی۔ البتہ لڑائیوں میں روسیوں نے اپنی بہادری
کا ثبوت دیا ہے مگر اب بات یہ ہے کہ زمانہ کے
الٹ پھیر نے روسی مخلوق کی بھی کایا پلٹ کر دی
ہے چنانچہ ایک روسی مصنف کا بیان ہے کہ جو خوبیاں
مردوں میں ہونی چاہئیں وہ سب روسی عورتوں
میں موجود ہیں انکی عقل و ذہانت نے دنیا بھر کے
کان کتر دئے اور استقلال میں تو اسقدر ہوشیار ہیں۔
کہ محنت مشقت کاموں میں بھی کامیابی یہ
حاصل کر لیتی ہیں وہ مردوں کو نصیب نہیں جو تمیز
قوت دماغی میں تو خیر فرانس اور جرمنی کی عورتیں
بہت مشہور ہیں مگر یہ جسمانی شجاعت میں بھی
اپنے وطن کے مردوں پر سبقت لیگئی ہیں۔ چنانچہ
ایک روسی عورت نے گورنمنٹ سے یہ درخواست
بھی کی تھی کہ اگر اشارہ ہو جاوے تو میں اپنے
ہمجنسوں کی ایک فوج تیار کر کے جاپانیوں کے
مقابلہ میں شجاعت کے جوہر دکھاؤں۔ ہم تو یہ سمجھ
بیٹھے کہ اسنے صرف مردوں کی ہمت بڑھانے کے لئے
یہ درخواست کر دی ورنہ جہاں مردوں کا یہ کس
نکل رہا ہے وہاں عورتوں کی حیثیت ہی کیا ہو
مگر اس مصنف کے قول کے مطابق یہ ظاہر ہوتا ہے
کہ گورنمنٹ نے اس درخواست کو نامنظور کر کے
بہت بڑی غلطی کی۔ اگر یہ ذرا بھی اشارہ پاتی تو
کون جھٹکاتی ہوئی میدان جنگ میں کود پڑتی۔
اور جسطرح ان کا رعب جما ہوا ہے انکا کام تمام کر دیتا۔ مگر جب
رعایا کی بغاوت کا شور ہو تو نہیں ٹھہرتا گورنمنٹ کے

فوج باغی نہیں ہوئی

یوں تو رعایا کی بغاوت بھی سلطنت میں ایک ہلچل
مچا دیتی ہے مگر جب تک فوج گورنمنٹ کی سعادت
کے لئے تیار ہے اسوقت تک تمام رعایا کی یہ
مجال نہیں کہ سلطنت کے معاملات کو درہم برہم
کر سکے۔ رعایائے روس میں جو ہلچل پڑ رہی
پھیل رہی ہے اسکا اثر اگر فوج پر بھی پڑ جاتا
تو تمام جنگ روس کا پلٹ ہو جاتی مگر زار کی خوش قسمتی
سے یہ وبا محض رعایا تک محدود ہے یہ تعجب کی
بات ضرور ہے کہ ایک ظالم بادشاہ کی ہمدردی
کرنے کے بجائے ہموطنوں کی تباہی پر فوج کربستہ ہے
مگر اسکی وجہ محض یہی ہے کہ جس سلطنت کا نمک یہ
کھاتی ہوتی ہے وہیں ان لوگوں کی بہت بھاری تنخواہ
ہے۔ جنہیں گورنمنٹ کی طرف سے کچھ اختیارات
ملجاتے ہیں خود جلو کیا غرض پڑی ہے کہ رعایا کا ساتھ
دیکر اپنا مزا کرکرا کرے ظالم بادشاہ کی فوج بھی
ظالم ہوتی ہے اور خصوصا ایسے زمانہ میں ترقی
مرتفع ہو جاتا ہے کہ رعایا کو اچھی طرح لوٹیں کیونکہ
اسکی باز پرس نہیں ہو سکتی اور زار نے بھی اس
موقع پر فوج کی باگ بالکل ڈھیلی چھوڑ دی ہے تمام
سیاہ و سفید کے اختیارات انہیں دے رکھے ہیں
اسواسطے ہمیں یقین ہے کہ اگر [illegible]
کی روک کیجاوے [illegible] تو رعایا شیر ہو جاویگی
یہ ممکن ہے کہ فوج بھی بد دل ہو کر رعایا کا ساتھ
دے اور جب یہ نوبت آگئی بس یہ سمجھ لینا چاہئے
کہ سلطنت کا خاتمہ ہی ہے اور جبتک یہ بہادر معاون
میں ہے رعایا کی بغاوت سلطنت کو کسی نقصان
نہیں پہنچا سکتی جب بہت سی جانیں تلف ہو جاوینگی
تو وہ خود چپ ہو رہیں گے۔ اور [illegible]
حکم اور کچھ نہیں پڑتا۔

[illegible]

فرقہ انارکسٹ کی بن آئی

روس میں تو کوئی دن کو رہا ہے۔ روس کی بغاوت پر آمادہ کرنے والے وہ لوگ ہیں جنہیں یا تو موجودہ گورنمنٹ سے کوئی صدمہ پہنچا ہے یا جنہیں یہ امید ہے کہ اس بغاوت کی بدولت ہماری بہت سی مرادیں بر آئینگی مگر فرقہ انارکسٹ اس بغاوت سے بہت خوش ہوا ہے۔ یہ فرقہ بادشاہوں کی جان کا دشمن تو ہے ہی مگر خصوصاً زار روس سے وہ بہت جلا ہوا ہے کیونکہ دنیا کے تمام بادشاہوں سے زیادہ یہ اپنے اختیارات رعایا پر جتاتا ہے۔ یہ بغاوت جو پھوٹی تو انارکسٹوں کو خدا سوجھ تمنا لگ گیا۔ وہ ہر جگہ بیٹھ کر کہہ رہا کہ اس امر کا یقین دلاتے ہیں کہ آدمی آدمی میں کوئی فرق نہیں۔ پھر اسکی کیا وجہ کہ تم حقارت کی نظر سے دیکھے جاؤ۔ ایک شخص تمہارا بادشاہ ہے کہ ظلم تمہارے سر پر دباؤ ڈالی رہے دوسرے بعض عمائد سلطنت اور امرا تمہارے ساتھ بات کرنے میں عار سمجھتے ہیں اور کسی طرح انہیں یہ گوارا نہیں کہ جہاں وہ بیٹھے ہوں تم بھی بیٹھو۔ ہر جان بکھیرو کا یہ نتیجہ ہوا کہ امرا اور مزدور پیشہ لوگوں میں کسی قسم کا امتیاز باقی نہیں رہا [illegible] اب کو بالائے طاق رکھکر آپس میں شیر و شکر ہوگئے ہیں اس فکر میں ہیں کہ روس سے شخصی حکومت کی بیخ اور کھاڑ دیجائے۔

پادری گیپان نے اس امر پر بڑی مسرت ظاہر کی ہے کہ اب ہمارا کوئی بادشاہ نہیں ہر شخص اپنا بادشاہ ہے۔ اور انتظام سلطنت میں سبکو برابر کے اختیارات ہونگے۔ رعایا کو چاہئے کہ اپنی آزادی حاصل کرنے کی کوشش میں کوئی بات اٹھا نہ رکھیں۔ اور انہیں ضرور فتح حاصل ہوگی۔

ستی نے ستیاناس کردیا

گو گورنمنٹ نے ستی کی جاہلانہ اور بیرحمانہ رسم کو بڑی سختی کے ساتھ بند کردیا ہے مگر جاہلوں کے دل سے ابتک اس رسم کی توقیر گئی نہیں ہے۔ گورنمنٹ نے تو محض انسانی ہمدردی کی غرض سے اس رسم کی ممانعت کردی ہے مگر جاہل یہ خیال کرتے ہیں کہ ہمارے ایک مذہبی فرض میں بیجا مداخلت کی گئی ہے۔ یہ محض جاہلوں کے خیالات ہیں ورنہ سمجھدار ہندو اس رسم کو فضول اعتقاد اور خلاف فطرت انسان تصور کرتے ہیں۔ وہ تو غنیمت ہے کہ ستی کی ممانعت مقرر ہے۔ ورنہ خدا جانے کتنی وارداتیں ہوتی رہتیں گزشتہ اکتوبر کا ذکر ہے کہ جتری نامی ایک ہندو (سکنہ موضع ستیاری بہار) کے مرنے پر اوسکی بیوہ بڑے استقلال کے ساتھ اشنان کرا کے قیمتی لباس اور زیورات پہنکر اپنے شوہر کی لاش کے ساتھ چتا پر جا بیٹھی۔ وہ تو غیر زدہ عمر کی [illegible] سکی۔ مگر تعجب تو یہ ہے کہ اس وحشیانہ حرکت سے اوسے کسی نے نہ روکا بلکہ اوسپر طرہ یہ ہے کہ خود بیٹے نے چتا کو آگ لگادی۔ اس خبر نے ایک تہلکہ مچادیا۔ اور بہت سے گرفتار ہوگئے۔ بیٹا اپنی دھن کا پکا تھا گرفتار ہونے پر بھی وہ اپنی قسمت پر ناز کرتا تھا۔ اور اسے دھن بھاگ تصور کرتا تھا۔ اوسنے اپنے اظہارات میں بیان کیا کہ رسم ستی کے مذہبی فرض ہونے کی یہ کتنی بڑی دلیل ہے کہ خود ستی کے جسم سے آگ کا شعلہ اٹھا اور چتا میں آگ لگادی مگر گورنمنٹ اس جھوٹ میں کاہیکو آنے لگی تھی۔ بیٹے کو پانچسال اور رشتہ داروں کو جن میں سے ایک کو ڈیڑھ سال اور ایک کو کیدار [illegible] چار وغیرہ [illegible] ماہ کیلئے [illegible] کا لطف اوٹھانا پڑیگا۔

محتسب گر می خورد معذور دار دوست

ہندوستان میں ڈاکوؤں کے نقشے [illegible] دیکھکر اب انگریز بہادروں کے منہ میں بھی پانی بھر آیا ہے انہوں نے دیکھا ہم تو کسی بات میں کم نہیں ہیں پھر اسکی کیا وجہ اس کام میں ہندوستانی ہم سے سبقت لیجائیں چنانچہ بہار میں ایک صاحب بہادر نے صفائی کا ہاتھ دکھانا چاہا مگر بچارے پہلے ہی مشق میں گرفتار بلا ہوگئے۔ آپ سرکاری عہدہ پر ممتاز تھے۔ جب وہاں طاعون نے قدم رکھا تو تمام شہر اوجڑ گیا۔ سبہوں نے اپنا اپنا گھر چھوڑکر جنگل میں بسیرا لیا۔ شہر خالی ہوجانیکے باعث سرکاری ملازموں کو فرصت تھی اسلئے صاحب بہادر بیکاری سے بہت اوکتا گئے تھے۔ اور میدان خالی پایا تو دل بہلانے کیلئے اپنے چیلوں کو لیکر [illegible] کے گھر جا پہنچے۔ [illegible] اسباب تاکا [illegible] بہت کچھ مال اوڑا لیا۔ اور صبح ہوتے ہی شور مچایا کہ ڈاکا پڑا۔ ڈاکوؤں نے بیچارے کا گھر لوٹ لیا۔ اور آپ بھی بڑی سرگرمی سے تحقیقات میں مصروف ہوئے۔ لیکن شرارت کی چوری کہیں چھپ سکتی ہے اون کے چیلے [illegible] سارا راز اوگل دیا۔ فوراً صاحب بہادر گرفتار کرلئے گئے۔ مجسٹریٹ بہادر انہی کے ہمجنس تھے انکا بال بھی بیکا نہ ہوتا مگر غضب یہ ہوا کہ [illegible] پالا پڑا تھا۔ پنڈت [illegible] صاحب نے کسی قسم کی رعایت نہیں کی۔ اور چونکہ جرم پورے طور پر ثابت ہوچکا تھا اسلئے تین سال تک کیلئے بڑے گھر کی سیر کو بھیجدیا۔ صاحب بہادر نے بہت کچھ ہاتھ پیر مارے اور اپیل بھی کیا۔ مگر کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ ملزم صاحب بہادر نے [illegible] اپیل کی ٹھہرائی۔ اب [illegible] صاحب بہادر سے دار [illegible] کا ارادہ ہے۔

[illegible]

لاش کی کھینچا تانی

بعض شخصوں کی جہالت بھی آفت غضب کی ہوتی ہے۔ کہ جو دھن بندھ گئی وہ بندھ گئی۔ موقعہ ہو یا نہ ہو مگر ضد پر اڑیل ٹٹو کی طرح اڑ جاتے ہیں۔ چنانچہ گذشتہ ہفتہ کا ذکر ہے کہ حاجی کلو مانک (خوجہ) اثنا عشری کی خورد سال لڑکی کا انتقال ہوا اور جماعت کے مغلوں کے قبرستان میں دفن کرنے کو لے گئے مگر ایک مغل شوستری صاحب اس بنیاد پر اڑ گئے کہ ہم اپنے قبرستان کو کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بھانمتی نے کنبا جوڑا کا مصداق بنانا نہیں چاہتے تمہارا خاص قبرستان موجود ہے وہیں اسکو دفن کرو۔ اگر تمہارا قبرستان علیحدہ نہ ہوتا تو خیر ہم باعتبار شیعہ ہونے کے تمہارے مردے کو قبول کر لیتے مگر اب نہیں کر سکتے۔ حاجی کلو مانک جمالیہ فرقہ کے ہیں یعنے دیوجی جمال ان کے سرپرست ہیں انکو فوراً جلال آگیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا مردہ تو یہیں گڑیگا۔ دیکھیں تو سہی کون روک سکتا ہے۔ اور کون ہمارے لئے اس قبرستان کا دروازہ بند کر سکتا ہے۔ بعض صلح پسند اور سنجیدہ اشخاص نے سمجھایا کہ کیوں بیفائدہ ضد کر کے مردہ کی مٹی خراب کرتے ہو۔ تمہارے گروہ کے لئے ایک علیحدہ قبرستان موجود ہے اسمیں کیوں نہیں دفن کر دیتے۔ بس پھر تو شیعہ صاحب اور بھی آپے سے باہر ہو گئے اور تاؤ میں آ کر اوس فرقہ کی نسبت خدا جانے کیا کیا بڑ اڑانے لگے۔ اللہ رے پیچ اور خانگی کھینچا تانی کا حال تو ہمکو معلوم نہیں مگر اس جھگڑے کی بابت جن گفتگوؤں میں کہ اثنا عشری کے قبرستان سے نفرت ظاہر کی گئی ہے۔ اوس سے ظاہر ہو تو شبہ ہوتا ہے۔ کہ حاجی کلو مانک کے نزدیک

خوجہ اثنا عشری

کا دوسرا فرقہ کافر ہے۔ بلکہ ایسا (سنا) سنا ہے گیا ہے کہ غصہ کے جوش میں ادھر والوں نے کافر اور کل بھی دیا۔ آئندہ ہم پوری تحقیق کے ساتھ اسکا حال لکھیں گے۔ بالفعل تو اپنے ناظرین کو صرف جہالت کے نتیجہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ حاجی کلو مانک کی لڑکی کا مردہ ابھی تک یونہی رکھا ہوا ہے۔ کیونکہ ہائیکورٹ میں کیس دائر ہو چکے۔ پہلے یہ مردہ مغلوں کی مسجد میں رکھا تھا مگر مسجد کے متولی مرزا محمد علی خان صاحب بیرسٹر نے اسمضمون کا نوٹس ڈرافٹ دیا۔ کہ مغلوں کی مسجد مردوں کے لئے نہیں ہے۔ یہ ڈھونڈا یہاں سے اوٹھاؤ۔ یہ نوٹس ہائیکورٹ میں بھی پیش کیا گیا۔ اور یہ درخواست کی گئی کہ مردے کا عارضی ٹھکانا تو ہائیکورٹ تجویز کر دے۔

چنانچہ جیسا نے یہ اجازت دیدی کہ جب تک مقدمہ کا فیصلہ نہ ہو میت مغلوں کے قبرستان میں رکھی جائے۔ چنانچہ کل بارات پہونچا دیا گیا۔ غالباً آج ہی اسکا فیصلہ ہو جائیگا۔ امید ہے کہ اب ہمیشہ کیلئے یہ جھگڑا طے ہو جائیگا۔ خوجے اور مغل اس مقدمہ کے فیصلہ کے بڑے شوق سے منتظر ہیں۔ کیونکہ مقابلہ میں سب بڑی اسامیاں ہیں۔ مدعیان اور مدعا علیہم کے نام حسب ذیل ہیں۔

حاجی کلو مانک۔ حاجی قدر علی دیوجی بھائی جمال۔ حاجی رحمۃ اللہ کالیان گھانچی } مدعیان

حاجی سلطان علی شوستری۔ آقا محمد جعفر شوستری۔ حاجی محمد حسین کاشانی۔ شیخ محمد صفہانی } مدعا علیہم

ابھی اسامی پھانسی ہے

کانگریسیوں کو اپنے اغراض میں کامیابی ہوتا یا نہ ہوتا تو ہندوستان کی قسمت پر موقوف ہے مگر اسمیں کوئی شک نہیں کہ ممبران کانگریس میں بڑے کھلاڑی۔ وہ وہ ترکیبیں دماغ کے میز سے اتارتے ہیں کہ حیرت ہو جاتی ہے۔ بمبئی تو گورنمنٹ نے یہ سوچ لیا تھا کہ اسکے تمام ارکان کو سرکاری اوگھہ میں چھپا کر اعلیٰ اعزاز دیدئے تو کانگریس بے دست و پا ہو جائیگی۔ چنانچہ مسٹر جسٹس راناڈے۔ مسٹر جسٹس طیب جی۔ اور مسٹر جسٹس چنداورکر جیسے بھی گرے مگر گورنمنٹ کو پوری کامیابی نہیں ہوئی کیونکہ ابتک سر فیروز شاہ مہتہ وغیرہ اعلیٰ سے اعلیٰ سرکاری ملازمت سے انکار کر کے کانگریسی کشتی کو بڑی تیزی کے ساتھ چلا رہے ہیں۔ اسکے علاوہ سر ہنری کاٹن مقرر ہوئے تو عوام کا یہ خیال تھا کہ کانگریس کی [illegible] ہو جانے سے دلیسیوں کی ہمدردی کی کیا امید ہو سکتی ہے مگر یہ معلوم ہی تھا کہ کانگریسیوں نے سوچ رکھا ہی کہ یہ کام کیا ہوگا اب صاف طور پر ثابت ہو رہا ہے کہ کانگریسیوں نے بہت معقول اسامی کو پھانس لیا ہے۔ اور انہیں یہ یقین تھا کہ ہم کتنا ہی خوبی راگ گائیں انگریز بہادروں کے کان تک اسکی آواز نہیں پہنچ سکتی۔ اسلئے انہیں کو جس کو پھانسیں تو شاید کام نکل آسکے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جو سر ہنری کاٹن اپنی قوم میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اسلئے بیچارے بدنام ہوئے کو یہ معلوم ہوا کہ انہوں نے ہندوستانیوں کی تائید کا بیڑا اوٹھایا ہے تو انہیں ہندوستان کی گورنمنٹ نصیب نہیں ہوئی اور سر ہنری کاٹن کی بڑی دھوم دھام

صدر کانگریس کی لندن میں آؤ بھگت

اس سال جو بمبئی میں کانگریس ہوئی اور سارا ہندوستان ہی میں جو چرچا نہیں ولایت میں بھی بہت کچھ شور ہے اس میں شک نہیں کہ اتفاق سے اس سال جو کانگریس کو فخر حاصل ہو گیا ہے پہلے کبھی میسر نہ ہوا تھا سر ہنری کاٹن بہادر کا صدر ہونا کانگریس کا سبب شہرت اور اسکے ماننے والوں کے نزدیک باعث وقعت ہوگا اب رہی یہ بات کہ گورنمنٹ کے دل پر بھی اسکا کچھ اثر پڑا یا نہیں یہ اس سے ظاہر ہے کہ سر ہنری کاٹن بہادر نے جو بحیثیت پریسیڈنٹ کانگریس لارڈ کرزن بہادر سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی تو انہوں نے پہلے پہ ہاتھ بھی دھرنے دیا اور [؟] کانگریس والوں کو جلانے کے لئے مجلس [illegible] یورپین ڈیلیگیٹ سے خوب گھل کے ملاقات کی۔ بلکہ انکو دعوت بھی دی۔ اور انہیں کے ضمن میں سر ہنری کاٹن کو بھی دعوت دیدی۔ ولایت کا لبرل فرقہ والیسرائے کی اس حرکت سے غالبا بیزار ہو گیا ہے اسی وجہ سے اس نے یہ ارادہ کیا ہے کہ سر ہنری کاٹن صاحب جب ولایت میں تشریف لائیں تو بڑے زور شور کے ساتھ انکا استقبال کیا جائے۔ اور بڑے تکلف کے ساتھ انکو دعوتیں دیجائیں تاکہ والیسرائے نے جو انکی پریسیڈنسی کی ہتک کی ہے اسکی تلافی ہو جائے اور وہ اس بات کو سمجھیں کہ انسانی ہمدردی کی خاطر جو لوگ کسی قسم کی تکلیف یا ہتک گوارا کرتے ہیں آخر انکے قدردان دنیا میں بہت پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس جلسہ کی صدارت کے لئے لارڈ رپن بہادر کو تجویز کیا گیا ہے۔ وہ اگر کسی وجہ سے معذور ہوں تو پھر مسٹر [illegible] صدر بنائے جائینگے لبرل فرقے نے یہی ارادہ کیا ہے کہ امسال بہت زور کے ساتھ کانگریس کی [illegible] کی جائے تاکہ گورنمنٹ پر [illegible] ہو جائے۔

روس کی روسیاہی

قاعدہ کی بات ہے کہ جب کسی کے برے دن آتے ہیں تو دوست بھی دشمن بنجاتے ہیں۔ کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا کہ روس کی تمام دول یورپ پر دھاک بیٹھی ہوئی تھی اور کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ ایک کلمہ بھی اسکے خلاف زبان پر لائیں۔ مگر اب یہ حال ہے کہ جو سلطنتیں اسکی دوستی کا دم بھرتی تھیں وہ بھی اسکی ہر کارروائی کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ رعایا کی بغاوت سے ہر شخص کو اس امر کا یقین ہوا ہے کہ بلوائی تنگ آ گئے تھے۔ انہیں مجبوراً یہ طریقہ اختیار کرنا پڑا۔ انگریزی اخبارات روس کے ظلم ناخداترسی اور بدطینتی کی خبر لیتے تھے تو لوگوں کو یہ خیال ہوتا تھا کہ مخالفین کے کہنے کا کوئی اعتبار نہیں۔ مگر لطف تو یہ ہے کہ فرنچ اخبارات بھی روس کے مظالم پر نفرت ظاہر کر رہے ہیں۔ روسی سپاہ کی بیرحمی اور سفاکی نے ان کے بھی رونگٹے کھڑے کر دئے اور اب انہیں روس سے کوئی ہمدردی نہیں رہی۔ واقعی بات تو یہ ہے کہ یورپ کی چند سلطنتیں بھی خود مختار سلطنت کی جابرانہ کارروائیوں سے کسی طرح متفق نہیں ہو سکتیں جب ان کے نزدیک رعایا کی حق طلبی قانون حکومت کے خلاف ہے تو انہیں مظلوم رعایا کے ساتھ کیوں ہمدردی ہو۔ رعایا کی بغاوت کو کوئی سلطنت پسند نہیں کرسکتی مگر جب گورنمنٹ کے مظالم حد سے بڑھ جائیں تو رعایا کہاں تک تحمل سے کام لے سکتی ہے۔ جب انہیں یہ امید ہی نہیں کہ سیدھی انگلیوں گھی نکلیگا تو انہیں مجبور ہو کر باغیانہ طریقہ سے اپنے حقوق طلب کرنے پڑتے ہیں۔ اور [illegible] گورنمنٹ سیدھی نہ ہوئی تو اسکا نتیجہ سوائے اسکے اور کیا ہو سکتا ہے کہ روس کی تمام سرزمین میدان قیامت بنجائیگی۔

خدا واسطے کی چھیڑ

ہم تو جانتے ہیں کہ جب تک حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ اپنی نرمی کو چھوڑ کر معاند یورپین سلطنتوں کی گوشمالی نہ کرینگے یہ سیدھی نہ ہونگی جب دیکھئے یہ عیسائی سلطنتیں خواہ مخواہ ایک آدھ جھگڑا چھیڑ بیٹھتی ہیں۔ اب بھلا یہ بھی کوئی زبردستی ہے کہ مقدونیہ کی پولیس میں ممالک غیر کے افسروں کی بھرتی کے لئے اعلیحضرت پر زور ڈالا جائے۔ پہلے تو آسٹریا اور روسی سفارتوں نے اس امر کی تحریک کی اور انہیں یقین تھا کہ ترکی گورنمنٹ گھبرا کر ہمارے تمام مطالبات کو منظور کر لیگی۔ کیونکہ اس تحریک کے ساتھ دھمکی بھی دیگئی تھی کہ اگر فوراً منظور کیا جواب نہ آیا تو ہم یہ کرینگے اور وہ کرینگے مگر سلطنت عثمانیہ کب یہ منظور کر سکتی تھی کہ وہاں غیر کے افسروں کی تعداد بڑھا کر ملک کو خطرہ میں ڈالیگی۔ اوسنے سوچ بچار کر یہی جواب دیا کہ ہم اسے ہرگز منظور نہ کرینگے اس جواب سے آسٹریا اور روس کو بڑی حیرت ہوئی۔ مگر یہ معلوم ہی نہیں کہ ادھر کس طرف سے استقدر [؟] ہو رہا ہے کہ سلطنت عثمانیہ سے اسکے سوائے اور کسی جواب کی امید ہی نہیں ہو سکتی اب ترکی کی حالت وہ نہیں رہی کہ ذرا ذرا سی بات پر اوس پر دباؤ ڈالا جائے اور وہ سر تسلیم خم کرے۔ مگر عیسائی سلطنتوں کے دماغ میں کچھ ایسی فرعونیت سمائی ہوئی ہے کہ اس جواب سے وہ پتلون سے باہر ہو گئیں اور دھمکی دینے کے سوا کیا کر سکتا ہے مگر اب یہ نوٹس دیا ہے کہ ہمارے مطالبات پر غور نہ کیا گیا اور پھر بھی ہمیں ٹالا جاتا رہا تو ہمیں مجبوری لڑائی کا سلسلہ چھیڑنا پڑیگا اس نوٹس میں اور تین دولتوں نے بھی مدد اور آسٹریا کا ساتھ دیا ہے جیسے [illegible] یہ امید نہیں کہ سلطنت عثمانیہ [illegible] کرنے کا مطالبہ [illegible]

معرکہ آرائی

ترسم آن قوم کہ بر دُرد کشان میخندند
در سر کار خرابات کنند ایمان را

(۱)

زمانہ سلف سے یہ بات زیور تحریر سے مرصع ہو چکی ہے اور اب محتاج بیان نہیں کہ سچ کو آنچ نہیں اور جھوٹ کو فروغ نہیں مگر فی زمانہ غائر نظر ڈالی جائے تو جسطرح کل ارضی چیزوں میں ایک غیر معمولی تغیر و تبدل نمایاں ہے اسیطرح کل اگلے تجربے بھی اگر بالکل غلط نہیں تو کچھ بھی جھوٹے ضرور ثابت ہونے لگے ہیں۔ اسی پردۂ دنیا پر بہتیری سلطنتوں نے اپنا ایسا عروج دکھلایا کہ چاردانگ عالم میں ڈنکا بجا دیا۔ جنگ وجدل کے میدان میں فتح و نصرت کا ایسا جھنڈا گاڑا کہ ظاہر بین نگاہوں نے تو ابھی ناقص الوجود رائے قائم کر دی کہ اب یہ سلطنت صفحہ ہستی سے ناپید ہونیکا نام بھی نہ لیگی مگر ذرا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھو تو پتہ چلے کہ ایک دہی اور بزم باد سموم نے ساری سلطنتوں کا آن کی آن میں خاتمہ کر دیا اور ایسا ملیامیٹ کر دیا کہ اب انکا نام صرف کتب تواریخ کے چند صفحوں کو ارضی سیاہ پنجی کی طرح سیاہ کرنے کو باقی رہ گیا ہے۔ سلطنتیں تو انسانی قوت کا نتیجے ہیں۔ عالم الغیب نے بھی زمانہ کا رنگ ڈھنگ اور متفرق قرون کے اشخاص کی بدلی اعتقادیاں دیکھکر سوا لاکھ رسول بھیجے اور متعدد مذاہب اگرچہ سب ایکہی مرشد سے نکلے ہیں آخر الوجود مگر اول الانبیا مذہب اسلام قرار دیا گیا۔ اور یہی ایک اسلام ہے جس پر ہر فرد بشر نقل کر سکتا ہے کہ یہ رہا ہے اور رہیگا

مگر پھر بھی دنیا پرستش کی نظروں سے لگاوٹ والا تو یہ بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ جائیگا اور پھر صداقت بڑی ہوئی پائینگے کہ اگرچہ اسلام میں کوئی خرابی ابھی تک نہیں آوگی لیکن اس سچے مذہب کے اکثر افراد پر اس روشنی کے زمانہ میں ظلمات کی راہیں بھی منکشف ہو گئیں۔ اور یہیں وجہ یوں کہا جائے کہ حوادث روزگار کے سخت تھپیڑوں نے اسپر بھی دست درازیاں اسکی بیخکنی کرنی شروع کر دی۔ تو مطلقاً خلاف نہیں اسلام میں بد طبائع اور ہر طبقہ کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ علما کو تو چھوڑئیے یہ تو ادنیٰ اسلام ہی اسکے ملقب ہیں۔ مگر جو خرابیاں انکے وابستہ ہو گئی ہیں اتنی ہیں کہ اوسکے لئے طول طویل مدلل مضمون کی ضرورت ہے۔ جو کسی موقع پر لکھا جائیگا۔ ان کے راز کی گتھی تو حافظ نے یوں سلجھائی ہے کہ

واعظان کین جلوہ بر محراب و منبر میکنند
چون بخلوت میروند آن کار دیگر میکنند

رہے رذیل اور شریف۔ تو رذیل بیچارے تو ابھی سیاہی تقدیر کو روشن کرنے ہی میں مشغول ہیں اونکو کیا کہا جائے۔ ان ایک شریف ہیں۔ جو اس مضمون کے موضوع و نفس مطلب ہیں۔ یہ وہ شریف ہیں جنکے پیرو رذیل اور جہلا ہیں۔ اور اسلئے انہیں کا کچا چٹھا ثابت کریگا۔ کہ اسلام میں بھی اوہام پرستی اور خیالات باطلہ کا قدم جمنے لگا۔ شریف بچوں کا کیا رونا۔ وہ تو اپنے والدین کی خو بو میں پلے اور پرورش پائے ہیں۔ ان کے والدین ہی کو دیکھو کہ اگر وہ شریف بلکہ اشرف خاندان کے بھی ہوں تو اونمیں اکثر بلکہ زیادہ ایسے ہیں جو بدعت۔ نخوت۔ شرارت اور کہانت میں ایسے سرمست اور چور ہو رہے ہیں کہ دنیا بھی آنکھوں میں بہشتی نعمتوں سے کہیں زیادہ ہو سکتی ہے۔ سچ ہے سو دونوں کا انتظار کرے کون حشر تک پڑ لذائذ دنیاوی پر ایسے مرشنے والے ہیں اور دین سے تنفر رکھنے والے کہ آنکھیں بند اندھے نہیں تو کانے ضرور ہو گئے ہیں کہ دین کا بیڑا ہی آنکھ کا ناس ہو گیا۔ نام کے شریف ہیں اور اونچے خاندان کا شیرازہ حضرت سے ملاکر تلے بیٹھے ہیں۔ مگر حقیقت یوں ہے کہ یہاں تو شیرازہ ہی بکھرا ہوا ہے نہ تو اس خصلت کی انمیں کوئی جھلک باقی ہے اور نہ کوئی سلامت روی بلکہ ان پر کو قلمبند کر کے کتاب کی شکل میں لایا جائے تو ایسی ضخیم جلد ہوگی کہ جسکو دیو بھی اوٹھائے تو بار گراں کے نیچے دب کر خطا سر زد کرے۔

(باقی آئندہ)

دود آہ سینۂ سوزان من
سوخت این افسردگان خام را

بقلم

سعید دوست یعنی نعمت اللہ خاں

نواب بھیکم پور کی خوشامدی

شروع دسمبر ۱۹۱۷ء میں ہم ریاست بھیکم پور ایک دوست سے ملنے گئے تھے جسوقت ہم بھیکم پور پہنچے ہیں تو ہمارا دوست چودہ دن سے ایک جمعدار صاحب کے یہاں ٹھیرا ہوا تھا ہمارے جانے سے تین چار روز پیشتر ہی اپنے مکان کو چلا گیا تھا ہمنے باشندگان بھیکم پور سے دریافت کیا کہ یہاں سرائے ہے (جواب کوئی نہیں) پھر پھر دریافت کیا کہ کوئی دوکان روٹی والے کی ہے (جواب کوئی نہیں) ہمنے کہا جو مسافر یہاں آتے ہیں وہ کہاں ٹھیرا کرتے ہیں۔ (جواب۔ اگر کوئی مسافر غریب اور دور دراز سے آتا ہے تو وہ سخت تکلیف اوٹھاتا ہے کسی نے جگہ دیدی

تو ٹھہر گیا اور نہ کسی اور گاؤں میں جا ٹھہرا۔ آپ نے
یہ واقعات سنے زاد سیر قت دلچسپ ہیں کیا وجہ ہے
آپ نے ایک نوٹ میں وہ میر العزیز آگرہ میں
اور ایک مضمون چھپا دیا جس میں صرف اس غرض سے
کہا ہے کہ نواب ایسے ہوتے ہیں جو دنیا میں آکر
عیش و عشرت کے علاوہ کچھ نہیں جانتے۔ اور ان کا
مزہ میں صرف لیتے ہیں۔ ایک وہ بھی ہیں جو خواہ میں
جو مسافروں کے ٹھہرنے اور آرام پانے کے
لئے سرائیں۔ تالاب۔ کنوئیں۔ مسجد۔ مندر
شوالے وغیرہ بنواتے ہیں۔ اسپر راست جبیکم پور کے
خوشامدی اور بہت ہی عمدہ شخص اور نامہ نگار نے نامہ نگار
نے جس طرح جیج کھولا ہے کہ جبیکم پور کی آبادی
صرف ۵۰۰ آدمیوں پر منحصر ہے۔ نواب صاحب نے
صرف اپنے آرام کی خاطر چند اہل حرفہ کو وہاں بسایا
ہوا ہے۔ ایسے چھوٹے موضع میں کس طرح سرا
ہو سکتی ہے۔ ہم خوشامدی نامہ نگار سے دریافت
کرتے ہیں کہ جہاں دس بیس جھونپڑیوں کے
گاؤں ہوتے ہیں وہاں بھی مسافروں کو ٹھہرنے
اور آرام پانے کی جگہ ہوتی ہے یا نہیں؟ اور
وہ باشندگان ایک مکان چوپال کے نام سے
تجویز کرتے ہیں یا نہیں؟ بڑے افسوس اور
شرم کی بات ہے کہ فضیلہ نامہ نگار جبیکم پور کو
۵۰۰ آدمیوں کی آبادی بتلاتا ہے اور
پھر ہمیں سے دریافت کرتا ہے کہ ایسی جگہ سرا
کیسے ہو سکتی ہے۔ آگے چلکر نامہ نگار لکھتا ہے
کہ قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر آنت کو کوئی
جگہ ٹھہرنے کی نہیں ملی اور اسے اچنوں کو ہمدرد
اور حقیقی کا پیار اور انیکو نہ ملا۔ اگر مسٹر موصوف
جبیکم پور جاتے تو نواب عبد الشکور خان
صاحب کے یہاں قیام کرنا لازم تھا۔ کیا خوب!

مسٹر آنت:۔ جی ہاں درست۔ آپ سچ فرماتے

ہیں جیسے آپ رئیسوں کے یہاں دو وقت اور
جو وقت راتب ورڈاتے پھرتے ہیں ایسا ہی ہمکو
بھی خیال کرتے ہیں حضرت سنئے۔ رئیسوں
کے نمک پروردہ آپ ہی ہیں۔ ہم نہیں۔ ہمکو
نہ کسی رئیس سے ملنے کی تمنا اور نہ اوس کے
کھانے سے مطلب۔ ایجانب ان تمام لگاؤں میں
نہیں ہیں کہ دو چار وقت کسی رئیس کے یہاں
مفت کی مار چپاتی اور چلے وار شوربا اڑایا اور
رئیس پر ناز و دیکھ پر کمر میں پڑے۔ اللہ حضور کو
سلامت رکھے بڑے خاندانی ہیں بڑے مخیر
ہیں۔ ایسے ہیں ویسے ہیں۔ کہدے ذیل سے ہیں
غرضکہ ایک دو مضمون چکنے چپڑے فقرے کا
دھرا دھرایا۔ نوابصاحب پھولکر کپا ہوگئے اور
باچھیں کھل گئیں۔ ہم ایسی خوشامدی اور چاپلوس
عادت سے سخت نفرت کرتے ہیں بلکہ ایسے طفیلیان
اڈیٹروں اور نامہ نگاروں کی خوب گت کرتے
ہیں۔ کیا نامہ نگار جبیکم پور مسٹر آنت کے
نام سے واقف نہیں ہے نہیں ضرور ہے۔ خیر
اگر آپنے ہمکو چھیڑا ہے تو مزہ چکھئے ہم بھی جبیکم پور کا
سویا نہ کر ڈالیں تو آنت نہیں۔

ہم نواب عبد الشکور خان صاحب کو پھر بھی
ایسے امر کی جانب توجہ دلاتے ہیں کہ جبیکم پور میں
ضرور مسافروں کے ٹھہرنے اور آرام پانے کے
لئے ایک مکان تجویز کر دیں۔ اگر وہ چندہ کی
درخواست کریں تو سب سے پہلے ہم ہی اڈیٹر و
چہرہ شاہی فوراً سے پیشتر حاضر کر سکتے ہیں۔ منظوم
جبیکم پور آبادی نے ہمارے مضمون کو اصلی تماشہ
بین پڑھا ہی نہیں ہے کی۔ ہم نے جو شکایت کی ہے وہ
واجبی اور راستی پر مبنی ہے۔ بھلا کیا ضرورت
ہے کہ جبیکم پور میں ہر شخص جائے اور نوابصاحب
کو اطلاع کر دیوے تو آرام پائے ورنہ نہیں۔ ہاں جو

ما بدولت ایسے کھانے اور ملاقات پر لعنت بھیجتے
ہیں اور نہ ہم کاسہ لیسوں کے کام کو ڈبو جاتے
ہیں۔ اخبار نویسی اور مضمون نگاری اسکو نہیں کہتے
کہ رئیسوں کی حالت کو چھپایا جائے ہمارا فرض ہے
کہ پبلک کے فائدہ کے لئے کوشش کریں اور
رئیسوں کو مجبور کریں کہ کام وہ کرنا چاہئے جس سے
نیکنامی حاصل ہو۔ خوشامدی نامہ نگار جبیکم پور آبادی
کی عقل جاتی رہی جو ہمارے مضمون پر بیہودہ اعتراض
کرکے جیچ کھولتا ہے اور خواہ مخواہ ہی ہمارا
مین ڈکراتا ہے جو ہاں پر دونوں سویا کا یہ لکھنا
کہ جبیکم پور کوئی بڑی جگہ ہوتی تجارت کا مرکز
ہوتا یا سیکڑوں مسافروں کی آمد و رفت ہوتی
اور سرائے کا نہ ہونا شکایت میں داخل تھا
ہم دریافت کرتے ہیں کہ چھوٹے چھوٹے موضع
کے باشندگان مسافروں کے ٹھہرنے اور آرام پانے
کے لئے چوپال یا دھرم سالہ بناتے ہیں یا نہیں؟
اگر ہمنے نوابصاحب کو نیکنامی کی طرف توجہ دلائی
تو کیا بیجا حملہ کیا۔ یہ کیا نوابصاحب تو اپنے آرام
کے لئے چار سو یا پانسو آدمیوں کی آبادی میں
اسقدر روپیہ صرف کریں مگر مسافروں کے
ٹھہرنے اور آرام پانے کے لیے ایک مکان تجویز
نہ کریں۔

نوٹ:۔ العزیز آگرہ نے بھی اپنی رائے ظاہر کی ہے
کہ نواب عبد الشکور خان بڑے مخیر اور مسافر نواز
ہیں۔ خیال سے معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر آنت
بالا بالا ہو کر چلے آئے اور رئیس موصوف کو اطلاع
نہیں کی۔

مسٹر آنت:۔ کیوں پیارے اڈیٹر العزیز۔ ہم نے
فائدے اور قوم کی غرض سے رفاہ عام اور مسافروں
کے آرام کو مد نظر کہیں۔ اگر نوابصاحب بھیجتے ہیں
آپکے مخیر اور مسافر نواز ہوتے تو ضرور مسافروں کے لئے

ایک مکان تجویز کرتے اور ہمیں موتھو کو متنفر
نہ ہنے کہ کوئی مسافر آئے اور ہمکو سلام کرے۔
(باقی آیندہ) مسافر

وہی چلتا پرزہ۔ زبڈہ این مسٹر تف۔ از مظفر نگر۔

منشیانہ گھبراہٹ

نہ لیگ کی خانقاب ہز خوشامد کے خان بہادر بلکہ
خالص اردو بے لاگ آنریبل پنچ بہادر دام عظمتہ فرما

ذرہ سوکھی کا غذ تحمل تر ہو نہیں جاتا
منس پر جو طمع ہو تو ذرہ ہو نہیں جاتا

لاحول ولا قوة مارے گھبراہٹ کے دوسرا شعر ہی
یاد نہیں آتا۔ خیر شیپ ہی سہی مگر واللہ ہوا یہی
نا پدار کو کسی کی گھبراہٹ وحشت کا جنم لے لے
زائیجانب کا ذمہ ہے

جس پاس عصا ہو اوسے موسیٰ نہیں کہتے
ہر ہاتھ کو عاقل ید بیضا نہیں کہتے

یہ شعر لکھتے لکھتے گھبراہٹ کیسی آخر اس وحشت
کا سبب؟ آپ بھی ایسی موٹی موٹی باتوں کو
نہیں جانتے۔ یہ تو قاعدہ کی بات ہے کہ بعض بعض
منشیان بلند مقام تحریر و تقریر میں یا کسی ضرورت
ہی قیصر گھبرا جاتے ہیں۔ کیا خوب یہ کس دنیا کا قاعدہ
ہے کہ منشیون کو خواہ مخواہ گھبرانا ہی چاہئے
اب حضرت میں نے اونہیں پنسل کرڈ تو دیکھا ہے
ہے کہ آپکو اوسکا ٹھیک ٹھیک پتہ بتا دون۔ باقی ہان
تعارف کیجئے تو ایک دو دکھا دون۔ وہ یہ ہے کہ ان
ہی کا تو ذکر ہے کہ کوئی منشی صاحب قاضی کبیر الدین
صاحبکا طول و طویل خط دیکھکر گھبرا اٹھے تھے اور
پھر اوسکے جواب میں جو کچھ لکھا تھا اوس میں وحشت ہی
وحشت تھی۔ آپنے خیال فرمایا ہو تو اوس تحریر
میں گھبراہٹ اور وحشت ہی دکھا دون۔ ایک
اور منشی کا قصہ مشہور ہے جو کلکتہ میں کھیل گئے تھے

وہ قصہ کیا ہے۔ او جناب بات یہ ہے کہ کچھ عرصہ ہوا
ایک منشی بے بسی سے تنگ آ کر گھر سے تلاش روزگار
میں نکلے اور کلکتہ جا پہنچے حسن اتفاق سے شطرنج
میں بھی انکا گذر ہوا۔ اور واجد علیشاہ کی پیشی ہوئی
بعد دریافت حال حکم ہوا کہ شطرنج خانہ کی منشی کی خدمت
انہیں دیجائے۔ چنانچہ نوکر ہو گئے۔ کوئی دو برس کے
بعد واجد علیشاہ کا اتفاقی طور پر شطرنج خانہ سے
گذر ہوا۔ منشی جی جھٹ آداب بجا لائے اور دست
بستہ کھڑے ہو گئے مگر مارے گھبراہٹ کے دل پتے کی
طرح ہل رہا تھا۔ واجد علی شاہ نے انکی طرف دیکھکر
پوچھا تم کون ہو؟ تو جواب میں شطرنج خانہ کا منشی
کہنے کے بدلے گھبراہٹ میں یہ کہدیا کہ حضور منشی خانہ
کا شطرنج ہون۔ قہقہہ قہقہہ۔ ان صاحب تو اب جب
وعدہ منشی جی کی تحریری وحشت بھی ثابت کر دیجئے
ابھی ایک وحشت کیا خود نمائی خود ستائی۔ زمانہ
کے رنگ سے ناواقفیت قوم کے حالات سے بیخبری۔
اردو سے لاعلمی سارے کمالات اس ایک خط میں
دکھا دون۔ بس اب سنتے جائیے۔ بسم اللہ ہی غلط
منشی جی القاب یون لکھتے ہیں۔ "مخدوم بندہ جناب
فرخ صاحب سلمہ" مخدوم بندہ سے تو یہ ثابت ہوتا ہے
کہ فرخ صاحبکو وہ اپنا بزرگ سمجھتے ہیں۔ پھر یہ سلمہ
چہ معنی دارد۔ منشی جی کو یہ معلوم ہی نہیں کہ سلمہ
بڑے کو لکھتے ہیں یا چھوٹے کو۔ پھر فرماتے ہیں
"میں قاضیصاحبکو بڑی وقعت کی نظر سے
دیکھتا ہون۔" کیون صاحب منشی جی اگر وقعت کی
نظر سے نہ دیکھیں تو قاضیصاحبکا کیا نقصان ہو
قاضی جی کے لئے مسرت کی بات تو جب ہے کہ
اونکو وقعت کی نظر سے دیکھیں حیف جسٹس
ایکورتھ جج۔ حاکمان وقت۔ علماء کرام معززین
مشاہیر زمانہ۔ سو یہ مسرت قاضی جی کو ہر وقت
میسر ہے۔ منشی جی کی وقعت کی نظر کیا چیز ہے اور کیا

پڑی کا شوربا۔ پھر منشی جی کہتے ہیں "خاموش رہنے
میں مسلمانون پر لاعلمی کا دھبہ لگتا ہے" مولانا آپکو
خدا کی قسم ذرا فرمائیے تو منشی جی کی تحریر سے مسلمانون
پر سے لاعلمی کا دھبہ دھل گیا یا اور بھی گہرا ہو گیا۔
منشی جی ہی بتائیں کہ اونھون نے کونسی علمی بات
لکھکر لاعلمی کا دھبہ دھویا ہے۔ وہ تو خدا کا شکر
ہے کہ کوئی منشی جی کو مسلمانون کا لیڈر نہیں سمجھتا
ورنہ نعوذ باللہ مسلمان نہایت ہی ذلیل سمجھے جاتے
منشی جی ایک جگہ نواب محسن الملک کو خلاق معانی
لکھتے ہیں۔ اور قاضی جی کے خط پر اونکی ہنسی کو بڑے
فخر کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ ذات والا میں تو
گالیون کے سوا اور کوئی جوہر نہیں محسن الملک
کے برتنے پر تو ناچین تو اور کیا کر سکتے ہیں مگر
ذرا یہ بتائیے تو کہ یہ وہی محسن الملک ہیں جنکو سورت
کانفرنس میں منشی جی نے تبرا کیا تھا۔ یہ وہی خلاق
معانی ہیں تا جنکا نسبہ آپنے سورت میں چڑایا تھا
اور منہ کی کھائی تھی۔ سچ ہے دروغگو را حافظہ نباشد
سورت سے لوٹ کر منشی جی کس شد و مد سے نواب
محسن الملک سے مقابلہ کرنیکا ذکر کرتے تھے اب کا
محسن الملک قاضی جی کے مقابلہ میں خلاق معانی
بنائے گئے ہیں۔ اچھا پھر محسن الملک کو قاضی
جی کے خط پر ہنسی آ گئی تو اس سے کیا ہوا؟ کچھ
بسنت کی بھی خبر ہے۔ محسن الملک کی ہنسی پر کلکتہ
مدراس اور پنجاب کے اکثر انگریزی اور بعض اردو
اخبارون نے اور بمبئی کے بعض انگریزی اور اکثر
گجراتی اور مرہٹی اخبارون نے بہت سی ہنسی
اوڑائی ہے۔ اگر قاضی جی پر کانگریس کی محبت
میں اندھا اور بہرا ہونیکا الزام لگایا تو محسن الملک
اور منشی جی پر بھی اوس حدیث شریف سے کانگریس
کی مخالفت اور خوشامد کی محبت میں اندھا اور بہرا
ہونیکا الزام صادق آتا ہے مگر محسن الملک کی

بات ذرا ماننے پر اور اردو کی مخالفت پر جو جوش کا خوب بنانا
ہے تو دنیا میں ابھی سیکڑوں علما اور مشایخ موجود
ہیں جو محسن الملک کی مخالفت پر تلے بیٹھے ہیں۔ ابھی
ابھی لکھنؤ میں سنی اور شیعہ علما نے بالاتفاق کانفرنس
اور محسن الملک کی مخالفت کی کیسی ٹھانی ہے ان سے گٹھ جوڑ
کر کیا مطلب دیکھئے تو ابھی دیکھئے۔ مسعود کو اگر مسلم
کے جلسہ میں آپنے جو محسن الملک کی مخالفت کی تھی تو
او مسعود کو آپ نے بچا لیا ابھی جلسہ ہوئے تھے۔ سچ
کہئے منشی جی آپنے تو جو کچھ کیا بجا کیا اہانت
ہے۔ سید احمد خان نے آپسے کب اور کس قصور کیا
تعلق رکھ دل کڑھا دیا ہے وہ حیران ہی رہا۔ اور کہا
ہو گا کہ کسی بڈھے بوڑے نا مجرب کار کا ہو گا۔ آپنے
تو سر سید کے کچھ پڑھا ہی نہیں۔ آپ پر تو یہ مصرع صادق
آ ہی نہیں سکتا۔ منشی جی آپ جسٹس امیر علی نواب
عبد اللطیف خان۔ ناصر صاحب اور بہت سے نام گنا
دیئے۔ اور سر سالار جنگ اور حضور نظام اور گورنران
بمبئی اور [illegible] بنینگے نام کسر نفسی کی رو سے
چھوڑ دیئے۔ گو مولانا کچھ بھی ان ناموں سے مقصود
کیا تھا یہی خودستائی کا پہلو کر ایسے ایسے لوگ آپکے
قدردان ہیں۔ منشی جی نے اس تکلیف کی ہم خود معترف
ہیں کہ تمام فرزانہ اور مدبران ملک ہمیشہ منشی جی
کی ملاقات کے آرزومند اور منشی جی کی مجلس وعظ
کے مشتاق رہتے ہیں۔ ایک جگہ منشی جی لکھتے ہیں۔
انجمن اسلام جیسی نو زائد مجلس سے ناخدا صاحب کو
تعجب ہونا چاہئے۔ واللہ منشی جی کا منہ چوم لینا چاہئے
[illegible] اور مناسب واقع ہوا ہے
پھر ایک جگہ لکھتے ہیں۔ تاملکہ کبیر ادیان [illegible]
کر کیا جائیں [illegible] رموز کی [illegible]
و صفات [illegible] جگہ [illegible]
پھر قادیانی صاحبان۔ حضرات کو [illegible] نہیں
[illegible] خیال اور وہ [illegible] ہو گیا ہیں

بچگے چانے پر آتا ہے (باقی آئندہ)

ناقص

اگر خار شوریش نشیتر گذاشت

سن ہی جہان میں تیرا افسانہ کیا
کہتی ہے تجھکو خلق خدا غائبانہ کیا

پچھوں کے سر پیچ حضرت سلام علیک۔ آج پھر ایک
تازہ خوشخبری سناتا ہوں۔ دل مارے خوشی کے سوجایا
ہو جائیگا۔ تو ذرا آپکی چھوڑ کر ریل بیک ہو جائیگی بیگن
کی طرح رستے لگو گے۔ بجا لو تو پھر کے۔ ایسے
رسنو۔ پھول کی چادر میں مڑ جاو۔ چھلے بڑھاو۔
گھی کے چراغ روشن کرو۔ مرزا غلام احمد صاحب
قادیانی کا جرمانہ معاف ہو گیا۔ امرتسر کے صاحب
سشن جج بہادر نے موصوف کی پیشین گوئی
کے فیصلہ فرمایا۔ پھر ہاتھ سے نکل گئی تھی واپس
ملی۔ عزت دوبارہ کہ قائم رہنے کی سند ملی آج
سے چاہنے والے ہزاروں تھے موجود ہو گئے۔ خدا
نے اوس کو کے کیا اور عالم پیدا۔ پیشین گوئی
تمہارے مسیح موعود کی صحیح ہوئی۔ عزت از دست
رفتہ نے پھر عود کیا۔ معاذ منکرو میں مریدان
راسخ الاعتقاد کے صاحب سشن جج بہادر کے حکم
نے مسیحائی کا کام کیا۔ مگر نہیں نہیں۔ صاحب
جج بہادر تو اس پیشین گوئی سے مجبور ہو چکے تھے
خلاف کر نہیں سکتے تھے۔ اب بجا ہیں وہ
بات وہم ہو قادیانی صاحب کے معجزات کے قائل
نہ تھے۔ معجزات کہتے ہیں کہ جو کہہ کر دکھایا۔
کبھو لب بھی کوئی شک باقی رہا۔ ذلت دو جا
کی پروا نہیں۔ عدالت ماتحت میں جو دو تین
ہوئی تھیں سزایابی کا حکم صادر ہوا تھا وہ بھی
تو پیشین گوئی کے مطابق تھا۔ ہاں اوس وقت [illegible]
اجلاس میں فرق آجانا جبکہ کوئی فیصلہ خلاف پیشگوئی

عمل میں آتا۔ اس وقت تک تو ہر امور پیش
وہ سب آپکے اعجاز کی کافی دلیلیں ہیں۔ مثلاً قادیان
میں طاعون کا آنا۔ اون کے مریدان کا صبح کو
ناشتہ فرمانا۔ دوپہر اور شب کو تناول فرمانا
وقت معینہ پر اصلاح بنوانا۔ صبح کو آفتاب کی
روشنی شب میں تاریکی یا جھلملاہٹ۔ ساماں
جاڑوں میں پانی کا برسنا بجلی کا چمکنا۔ رعد کا
چھوٹا وغیرہ وغیرہ یہ سب آپکی پیشین گوئیاں ہیں
اعجاز کامل کے ثبوت قطعی ہیں۔ آپکی ذات اقدس
سرتا پا معجزہ ہے۔ شکم شریف پیشین گوئی کا پٹارہ
ہے۔ یونہی آپکی مقدس صورت دیکھکر حکم لگا دیتے
ہیں۔ زائچہ پا ہینہ پر بہروسہ نہیں کرتے۔
سب حال مستقبل تحریر اس سے کرتے ہیں بیان:
زائچہ بھی نقل ہے پیشانی کی تحریر کا۔ مگر سنو تو
معلوم نہیں تمہارے نبی قادیانی نے اپنے لئے
اب بھی کوئی پیشین گوئی کی ہے یا نہیں۔
عدالتی کشمکش اور وہاں ہے شکنجہ میں اب
پھنسینگے یا کچھ دنوں بعد قصد ہے۔ مگر ہم
سب پیشین گوئیاں تو آپ سے آپ حوادث
زمانہ میں پھنسنے کے بعد ظاہر ہو جائینگی۔ دعوت
کرنے کی جلدی کیا پڑی ہے ع آگے آگے
دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ ہم تو آنکھ لگائے تک تک
دیدم دم مکشیدم کا مضمون بکتے ہیں۔ تمہارے
ایسے مرید ہو کر احمق کا دم نہیں بھرتے۔ پیر
کی ذلت و خواری سے عیب چھپانے کی کوشش
کرو۔ ورنہ آتش جہنم تمہارے لئے سرد
ہو جائیگی۔ قادیان کی طرف رخ بھی نہ کرنے
پاؤگے۔ ع

برین عقل و دانش بباید گریست

ناقص

مرفیع الخیال۔ بنارس

اخبار دنیا

ٹرکی نے حکم دیا ہے کہ جو مسلمان رعایا ترکی سپاہیوں کے نام اون کے گھروں سے آئین اون پر محصول نہ لیا جائے۔

عید الفطر کے دن قسطنطنیہ میں عجیب و عمدہ [illegible] تھی۔ حضرت سلطان المعظم کی سواری بھی جس شان سے [illegible] سے نکلی۔ طلبا باغچہ سے قصر یلدز تک دو رویہ صف لگے ہوئے تھے۔ [illegible] کے قریب سواری نکلی اور [illegible] سلطان پاشا کی مسجد میں آپ نے دوگانہ ادا کیا۔ اور وہاں سے طلبا باغچہ کو تشریف لائے جہاں علمائے کبار کو عید کے خلعت عطا فرمائے۔ محتاجوں اور فقیروں کو بہت کچھ بانٹا گیا اور کچھ قیدی بھی آزاد فرمانے کا حکم دیا۔

سلطان المعظم نے شہنشاہ روس کے بھائی کو اول درجہ کا عثمانی تمغہ اور سفیر روس کے اور منصبداروں کو اور اور تمغے عنایت فرمائے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ روس و ٹرکی کے تعلقات بہت کچھ اچھے ہوگئے ہیں۔

لطفی پاکٹول کے نزدیک ایک سونے کی کان دریافت ہوئی ہے جو انشاء اللہ ٹرکی کو مالا مال کر دیگی۔ (اللہم زد فزد)

جاپان کی حیرت انگیز ترقی اور موجودہ جنگ کے واقعات سنکر ترکی باشندوں کے دماغ میں ایک نئی روح پھونک دی ہے اور ہر سر تیار ہی ہوا جاتا ہے کہ کسی طرح ملک و قوم ترقی کرے۔

چند سرغنہ [illegible] ترکی فوج کے گرفتار ہوئے ہیں [illegible] میں [illegible] رکھا تھا۔

جاسوسونکی رپورٹین

لندن ۲۰ جنوری۔ سینٹ پیٹرزبرگ کی رعایا کا جوش انتہا درجہ پر پہنچ گیا ہے ہر ایک اس خونریز شمشیر خرید رہا ہے اور شاہ کا مہین شورش اور بغاوت پھیلانے والے گیا جس کے سلطنت کو درہم برہم کر دین اور برقی ۔ دستی کو صدمہ پہنچا دین۔

روسی اخبارات جو سینٹ پیٹرزبرگ میں طبع ہوتے تھے موقوف ہو گئے۔

اطراف و جوانب کی بارکون سے روسی سوار اور سپاہ شہر میں جمع ہو رہے ہیں مقامات ... اندر ریگا سے ہیں اور پلٹنیں روانہ ہو گئی ہیں۔

۲۱ جنوری۔ آج علی الصباح روسی کا ساکن دوم سپاہ زار کے محل سرائی کی جانب روانہ ہو گئی اور ۵۰ سپاہی مختلف مقامات شہر پر پہرہ دینے کے لئے متعین کئے گئے ہیں۔

روسی توپخانہ مفسدین کی نگاہ سے مخفی رکھا گیا۔ پوتلوف کارخانہ سے ۱۵ ہزار مزدور گلی محلے والے نکلے اور سرائی محل کی جانب روانہ ہو گئے۔ پہلو کا ایک سپاہ لی اور استقلال خالی بار پہ وقت کے ... اور پھر کرونون سے ... شروع کی خبر مفسدین بھاگ کر منتشر ہو گئے۔

آتش اور بے لبس رعایا پر روسی سپاہ نے جبر کیا اور دہیدہ وہ سے گولیان چلائین اسپر عام رعایا مین سخت جوش پھیلا ہے۔

مشتعل ... کے قریب مجمع نے آگ لگا دی روسی ... سینا سنوڈ ... کو بھی آگ لگا دی۔ سوم جنوری ۔ ... شورش ترقی پر ہے سینٹ پیٹرزبرگ میں ... فرو ہو چلا ہے بیان ... روسی ... شمالی ... [illegible]

جہان جہان مزدور ہیں وہ فساد پر آمادہ آمادہ ہو تے جاتے ہیں۔

سینٹ پیٹرزبرگ کے کل مزدوروں کے اجتماعون کی انجمنون پر فوجی پہرہ ہے۔ بلوائیون کے اکثر سرغنے گرفتار ہو رہے ہیں۔ علی ہذا ... وکلا اور عام نامہ نگاران ... مین تو پولیس گرفتار ہو رہے ہیں۔

روسی بیرسٹرون اور سولیسٹرون کی ایک مجلس عدالت مین منعقد ہوئی جسمین موجودہ شورش کو واجبی قرار دیکر کورٹ مین کام کرنا موقوف کر دیا تھا۔

روسی پولیس نے عام اعلان دیا کہ مکان سے کوئی باہر نہ نکلے اسپر بھی گروہ کے گروہ سڑکون پر دکھائی دیتے ہیں۔

ایک سرکاری رپورٹ مظہر ہے کہ سینٹ پیٹرزبرگ کی گذشتہ یکشنبہ کی شورش مین فوج کے ہاتھون ۷۶ آدمی مارے گئے اور صرف ۲۰۰ زخمی ہوئے ہیں۔

روسی آلات حرب کے کارخانہ پر مفسدین نے یورش کر دی۔ سخت لوٹ مچائی اور وہان سے مسلح ہو کر سینٹ پیٹرزبرگ کی جانب کوچ کر رہے ہیں جنہا اہیت زرہ ... کی امداد مل گئی ہے زار روز اپنے مقام بسویڈ باکر روانہ ہو گئے۔

گذشتہ اتوار کو ہیلسنگفورس مین ایک روسی فوجی کا شٹ قتل کے مشہد فنڈ کا عرصہ ہوا ایک روسی پولیس پیشہ خوئے طالبعلم نے ایم ٹریپوف پر گولی چلائی تھی گر نشانہ خطا ہو جانے کی وجہ سے بچ گیا اس وقت جو پولیس کمشنر تھا اب وہ سینٹ پیٹرزبرگ کا گورنر جنرل بنا دیا گیا۔ اور اسکو آزادی دیدی گئی ہے کہ عام بلوہ فرو کرنے کے لئے جہان سے چاہے آزادی سے کام لے۔

ایم ٹریپوف نے کامل اختیارات ملتے ہی پولیس کے افسرون کو طلب کیا۔ اور تاکید کی کہ مفسدین کے ساتھ کڑے اور سختی کا برتاؤ کریں۔ اسکے بعد فوجی افسرون کو بلا کر تاکید کی کہ نرم دلی کو پاس نہ پھٹکنے دین۔

پولیس افسرون نے تاکیدی حکم پاتے ہی لبرل فریق پر ہاتھ ڈالنا شروع کر دیا پہلے تو بازارون مین عوام سے عمل گرفتار کئے جب لوگ چھپ کر بیٹھ رہے۔ تو گھر والون مین گھس گھس کر بڑی سختی اور بیدردی سے کھینچ کھینچ کر جیل خانون مین بھرنے لگے سینٹ پیٹرزبرگ مین چار پانچ جیل خانے ہین۔ مگر اب کسی مین جگہ نہین رہی۔

میکسم گورکی ناولسٹ جو تمام روس مین عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے باغیون کا طرفدار ہے اور اسنے ایک عام جلسہ مین باغیون کو حق بجانب تسلیم کیا تھا۔ مجلس سے باہر نکلتے ہی پولیس نے اُسے گرفتار کر لیا۔ مگر حاضرین جلسہ نے پولیس پر پرجوش حملہ کر کے پولیس کے چنگل سے بچا لیا۔ اسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کسی اور علاقہ مین روپوش ہو گیا ہے۔

پادری فادر گیپون نے ایک اعلان کے ذریعہ رعایا کو غضبناک پرجوش بنا دیا۔ قومی جدوجہد روسی اور مسیح کے خون کا واسطہ دیکر عام رعایا کو توجہ دلائی کہ رعایا کے خون سے ہاتھ رنگا ہوا۔ ظالم۔

ناخدا ترسی ہزار کسی کو ناک چنے چبوا دینے کا یہی وقت ہے۔ سب کو گرفتار کرو۔ اور نامعقول طبیعت والے [illegible] کو بیچ دینا یا دو کہاڑ کر پھینکدو۔ یہ اعلان کئی لاکھوں کی تعداد میں تقسیم ہو چکا ہے۔

سینٹ پیٹرزبرگ کا کوئی کارخانہ اب ایسا نہیں ہے جسکے مزدور عام شورش میں شریک نہ ہوگئے ہوں۔ [illegible] روشنی کے کارخانوں [illegible] اندھیرا چھایا۔ تمام مزدور ہاتھ پر ہاتھ دھر کے بیٹھ گئے۔ جسکی وجہ سے بازاروں میں اتنی تاریکی رہتی ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھائی دیتا۔

[illegible] کی سرکاری گودی کے مزدوروں نے کئی روز سے کام بند کر رکھا تھا گودی کے اعلیٰ افسر نے کام جاری کرنے کے لئے [illegible] پہرہ لگا۔ اسکے عوض میں سوختہ دل مزدوروں نے چاروں طرف آگ لگا دی۔ گودی کا بڑا [illegible] جل گیا [illegible] نقصان ہوا انہوں نے [illegible] کی۔ [illegible] کے خوب جلے دل کے پھپولے پھوٹے۔

سینٹ پیٹرزبرگ کے تمام اخبارات ابھی تک بند ہیں [illegible] روس کی اس [illegible] حرکت پر رعایا بازاروں میں لعنت ملامت کا شور مچاتی پھرتی ہے۔ بالخصوص اس وجہ سے کہ کئی آزاد منش ایڈیٹر خواہ مخواہ گرفتار کرلئے گئے۔

لندن ۲۶ جنوری:- [illegible] جدید گورنر جنرل اور وزیر مال نے رعایا کا جوش ٹھنڈا ہونے کے لئے اس مضمون کا اعلان شائع کیا ہے۔ عام رعایا کو ہوشیار ہو جانا چاہئے کہ [illegible] رعایا کے خیرخواہ نہیں بلکہ خود غرض اور فتنہ انگیز ہیں۔ [illegible] کیلئے [illegible] شورش مچائی ہے۔ مزدوروں کی حماقت [illegible] ہے کہ [illegible] کچھ نہیں [illegible] صبر نہ آیا اور شریر خودغرض کے بہکانے میں آگئے اون کے مطالبات پر گورنمنٹ غور کریگی اگر واجبی ہوئے تو مزید رعایت گورنمنٹ کو انکار نہیں مگر اس شرط پر کہ تمام مزدور پیشہ نہ صرف شورش سے الگ [illegible] بلکہ مستعد ہونگے مقابلہ میں ہتھیار اوٹھائیں اور انکو گرفتار کرائیں۔

وزیر مال نے اعلان شائع کیا کہ حضور زار مزدور پیشہ اشخاص پر رحم فرماتے اور مزید رعایتیں عطا کرنے پر تیار ہیں بشرطیکہ مزدور متفق ہوکر شورش فرو کریں گورنمنٹ کی مدد کریں۔

وزیر مال کے نام زار کا تاکیدی حکم پہنچا کہ فوراً مزدوروں کو یہ خوشخبری سنادو کہ تخفیف وقت کی درخواست ہمنے منظور کی۔ اور جتنے مزدور [illegible] اندر اپنے اپنے کام پر لگ جائیں گے انسے شورش اور فساد کی بابت کوئی باز پرس نہ ہوگی۔

زار نے کل اخبارات کو شائع کرنیکی اجازت دیدی مگر اس شرط پر کہ موجودہ شورش کے متعلق ایک لفظ بھی نہ لکھا جائے۔

مرادآباد [illegible] ۲۰ جنوری [illegible] پولیس [illegible] کو معلوم ہوا کہ ایک لڑکی جس کی ناف تک [illegible] کاٹی گئی ہے [illegible] وکیل صاحب کے مکان کے قریب مردہ پڑی ہے۔ [illegible] جناب محمد حبیب [illegible] صاحب سب انسپکٹر [illegible] ذریعہ اطلاع پہونچی [illegible] سے اسی [illegible] تشریف لائے تحقیقات جاری ہے۔ دیکھئے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ بچہ نہایت خوبصورت اور کسی شریف خاندان کا معلوم ہوتا ہے اللہ رحم کرے۔ قیامت ہے۔ (از [illegible])

قزاق [illegible] ایک ناکام [illegible] سرجائیگا [illegible] کلکتہ میں [illegible] ٹیپ کریں گے۔

[illegible] ریلوے کی [illegible] میں گنگا ندی کا پل ماہ جون میں کھل جائیگا۔

رنگون میں [illegible] سے [illegible] ۵۸ آدمیوں کو قید [illegible] سے ۵۰۰ روپیہ تک جرمانہ کی سزا دیگئی ہے۔

رنگون [illegible] نالش [illegible] ڈگری [illegible] فروری کو ہے۔

[illegible] ہند میں [illegible] قریب سات کروڑ [illegible] کی [illegible] ہوگی۔

[illegible] نے اخبار [illegible] پر ایک لاکھ کی نالش [illegible] کی [illegible] ہائیکورٹ کلکتہ میں راضی نامہ دیا گیا مستغیث کو بطور ہرجہ کے ۵۰۰۰ روپیہ دلایا گیا۔

حضور [illegible] ۳۰ [illegible] کی [illegible] افتتاح فرمائیں گے۔

[illegible] میں ایک برہمن پادری [illegible] گرفتار کیا گیا۔ اسنے [illegible] کے کھانے میں زہر ملا دیا تھا۔ [illegible] ۱۵ آدمی بیمار ہو گئے [illegible] پادری [illegible] تھا۔ تمام باقی کھانا کیمیائی [illegible]

اخبار اللواء مصری نے سلطنت عثمانیہ کی [illegible] بحری [illegible] کے [illegible] میں ایک [illegible] ۲۵ [illegible]

مطبع حمیدیہ واقع [illegible] بازار میں حکیم محمد عبدالحمید فرخ دہلوی مالک وایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا